جناب عبدالحفیظ طاہر امین آباد

اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (الآیۃ)
اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ
کیونکہ ۔ ۔ ۔

اسلام ساری دنیا کیلئے امن و سلامتی کا پیغام ہے

آج سے چودہ سو سال قبل دنیا نے بربریت اور درندگی کا وہ دور بھی دیکھا جبکہ پورے کا پورا کرۂ ارضی مظلوموں کے خون سے لالہ زار بنا ہوا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہر کمزور انسان کو محض کمزور ہونے کے جرم میں انتہائی بے دردی کے ساتھ ذبح کیا جا رہا تھا اور انسانیت کی لاش دنیا کے ہر حصے میں پوری درندگی کے ساتھ کچلی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ دنیا کے مظلوم انسانوں کی فریادیں اتنی بلند ہوئیں کہ رحمتِ حق جوش میں آگئی اور اس نے دنیا میں امن و امان قائم کرنے کیلئے ایک ایسی جماعت کو بھیجا جس نے اس زمانے کے تمام فرعونوں کے تخت الٹ دیئے۔ بلا امتیاز مذہب و ملت ہر مظلوم کی حمایت اور دستگیری کی، یہ جماعت سرزمینِ حجاز سے اٹھی اور ایک غیبی طاقت کے اشارے پہ ساری دنیا پہ چھا گئی۔ تاکہ شیطان کا تخت الٹنے کے بعد رحمان کی حکومت کا پیغام دنیا کو سنائے۔

اس جماعت کے جلوہ گر ہونے سے قبل تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ باعظمت ایرانی جن کی طاقت اور سطوت کے افسانے زمانۂ دراز تک سنائے جاتے رہے، زمانۂ قدیم کی سب سے متمدن سرزمین بابل پر جب چڑھ دوڑے تو انہوں نے پورے بابل کو تودۂ خاک بنا دیا تھا۔ اور وہ رومی جن کی عظمت کی داستانیں آج بھی تاریخ کے اوراق پر موجود ہیں، انہوں نے یونان، مصر اور شمالی افریقہ میں انسانی سروں کے بیشمار مینار تیار کر کے کھڑے کر دیئے تھے اور انہوں نے مفتوحین کے مرغزاروں کو راکھ کے انبار بنا دیا اور

ہنستی مسکراتی بستیوں کو ویرانوں میں تبدیل کر دیا تھا۔

اس کے برعکس جب اسلام کا جھنڈا لہراتے ہوئے صلح پسند اور امن کا پیغام سنانے والے حق پرستوں کی جماعت حجاز سے اٹھی تو ان کی تلوار بے گناہوں کے خون میں کبھی تر نہیں ہوئی، مفتوحین کی بستیوں کو کبھی نہیں اجاڑا بلکہ ان کی تلوار مظلوموں کی حمایت میں چمکی تا کہ ظلم کی حکومت کا تختہ الٹ کر امن کی حکومت کا سکہ جاری کرے جسے دنیا بھول چکی تھی۔

تھوڑے ہی عرصہ میں حجاز کی اس جماعت نے قیصر روم ہرقل کو اپنے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے اپنے شامی وائسرائے کو شام وعرب کی سرحد پر فوجیں جمع کرنے کا حکم دیا، ادھر کسریٰ ایران نے عراق کی سرحد سے اپنا لشکر بڑھایا۔ اور اس طرح دنیا کی یہ عظیم سلطنتیں اس جماعت کو مٹانے پر تل گئیں جس کے افراد نے اپنی تلواروں پر نیام چڑھانے کی بجائے چیتھڑے لپیٹ رکھے تھے۔ جن کے پاس سواری کیلئے جانور نہ تھے اور جن کو پیٹ بھرنے کے لئے دو وقت کی روٹی مشکل سے میسر ہوتی تھی۔

روم و ایران کی یہ عظیم الشان قوتیں اگر حجاز کی کمزور اور بے مایہ قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتیں تو دنیا کی تاریخ میں یہ ایک معمولی سا واقعہ ہوتا۔ لیکن ہوا یہ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کجکلاہان عجم کے ہیرے جواہرات سے مرصع تاج بے مایہ اور بے سروسامان عربوں کے قدموں کی ٹھوکر دں پہ تھے۔ اب یہ لوگ روم و ایران کی صدیوں سے ستائی ہوئی اور دکھی انسانیت کو امن وسلامتی کا پیغام سنا رہے تھے۔ حالانکہ یہ لوگ فاتح تھے اور فاتح لشکر اپنے مفتوحین سے دنیا کی قدیم روایات کے تحت، اب تک جو سلوک کرتے چلے آ رہے تھے، دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ تھا۔

غضب الہٰی کی آندھیاں تھیں جن سے ملک کے ملک بے چراغ ہو گئے۔ لیکن فاتحین اسلام کی آمد دنیا کے تقریباً ہر ملک کے لئے ابر رحمت ثابت ہوئی۔ چنانچہ اسلام جہاں بھی گیا وہاں ظالمانہ نظام حکومت کی بجائے منصفانہ نظام قائم کیا، فرسودہ تہذیبوں کی بجائے ایک نئی تہذیب سے دنیا کو آشنا کیا۔ یہاں تک کہ فاتحین عرب نے لوگوں کے جسموں کی بجائے قبضہ جما لیا، اور کشور کشائی کی وہ شان دکھائی کہ اگر کسی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد عارضی طور پر بھی وہاں سے اسلامی فوج کو ہٹا لیا جاتا تو شہر والے آبدیدہ ہو کر ان سے جلد واپس

آنے کی درخواست کرتے۔

فاتحین اسلام کی رواداری اور اسلام کی غیر معمولی جاذبیت ہی کا یہ اثر تھا کہ ۲۵ھ میں اسلام مصر سے لے کر افغانستان تک آرمینیا سے عدن تک کامل طور پر پھیل چکا تھا۔ دنیا کی کوئی تاریخ ایسی نہیں جو ۲۵ سال کے عرصہ میں کسی مذہب کے اس طرح نشر ہونے کی مثال پیش کر سکے۔

اس کے بعد اسلام بتدریج اپنا دائرہ وسیع کرتا رہا اور بڑھتے بڑھتے ہند اور چین، الجزائر، فلپائن اور انڈونیشیا پر اسلام کا پورا تسلط ہو گیا۔ ادھر یورپ میں بھی اسلام داخل ہو گیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فاتحین اسلام نے ان فراعنہ اور نمارودہ کی فوجوں کو شکست دی ہے جو خدائی کے دعویدار بن بیٹھے تھے، جنہوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو کچل کر رکھ دیا تھا لیکن مفتوحین اور کمزوروں کو انہوں نے اختلافِ مذہب کی بنا پر کوئی آزار نہیں پہنچایا بلکہ فاتحین اسلام جہاں اور جس ملک میں بھی گئے، وہاں کے باشندوں کو مذہبی آزادی دی۔

سنہ ھ میں اسلام فرانس، اسپین اور مراکش سے لے کر سندھ و پنجاب و افغانستان تک اور کوہ قاف سے لیکر بحر الکاہل اور بحرِ ہند کے جزیروں تک میں پھیل چکا تھا۔ یعنی اس زمانے کی تقریباً تمام متمدن دنیا اسلام کے زیر سایہ آ چکی تھی۔ اگر اسلام میں خود کوئی جاذبیت اور دلفریبی نہ تھی تو پھر مقام غور ہے کہ مٹھی بھر مہاجرین و انصار کی مختصر سی جماعت نے ساری دنیا کو کیونکر محکوم و مسخر کر لیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلام کی غیر معمولی کشش ہی تھی اور اس کے منصفانہ اور عادلانہ نظام کی برکت تھی کہ یہ جہاں بھی گیا، وہاں کے لوگوں نے نہ صرف اسے پسند کیا بلکہ خود بھی اس کی پناہ میں آجانے کے بغیر انہیں کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔

اسلام کے امن و سلامتی اور رواداری کے پیغام نے دوست دشمن سبھی کو یکساں طور پر متاثر کیا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ اسلام صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے رحمت اور محبت کا پیغام لے کر آیا تھا —— اسلام کا خدا صرف رب المسلمین نہیں بلکہ رب العالمین ہے اور اسلام کا رسول صرف مسلمانوں کا رسول نہیں بلکہ کل جہانوں کیلئے رحمت بن کر آیا ہے ⁂